خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ
11۔ نومبر 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 449
خطبہ نمبر 28
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254

جلد 45۔80 نمبر 253 ہفتہ 17 جمادی الثانی۔1416ھ ' 11 نبوت 1374ھش ' 11۔ نومبر 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت دعا کرتے رہو

گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کا فضل عطا نہ ہو۔ اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے اس واسطے (عبادات) میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہم کو ان تمام گناہوں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی' نہ خاندانی' نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ' ایمان' عبادت' طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213)

تحریک جدید کے باسٹھویں سال کا اعلان

جملہ احباب جماعت کو مبارک ہو کہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) نے تحریک جدید کے باسٹھویں سال کا اعلان اپنے خطبہ جلیلہ بتاریخ 3۔ نومبر 1995ء کے ذریعہ فرما دیا ہے۔ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ وقت کے تقاضے کے مطابق حضرت صاحب کی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے سے بڑھ چڑھ کر وعدے حاصل کرنا شروع کر دیں اور اولین وقت پر انہیں دفتر ہذا میں پہنچانے کا اہتمام فرمائیں۔ (وکیل المال اول)

نکاح و تقریب شادی

○ مکرم محمد منور جمیل صاحب (آف سپین) ابن مکرم مولوی محمد جمیل صاحب (پنشنر صدر انجمن احمدیہ) دارالعلوم غربی ربوہ کا نکاح مورخہ 95-10-25 کو بمقام قاضی احمد ضلع نواب شاہ میں مکرم طارق محمود کھوکھر صاحب مربی سلسلہ نے بہمراہ شگفتہ پروین صاحبہ بنت مکرم محمد منیر صاحب ساکن قاضی احمد سردار کالونی ضلع نواب شاہ بعوض حق مہر پچاس ہزار روپے پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

مورخہ 95-10-29 کو مکرم مولوی محمد جمیل صاحب کے مکان واقعہ دارالعلوم غربی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔

کلاس معلمین وقف جدید

○ دفتر وقف جدید کے تحت مستقل معلمین کی کلاس جنوری 96ء سے جاری کی جارہی ہے۔ ایسے میٹرک پاس نوجوان جو خدمت دین کا شوق اور جذبہ رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں مقامی صدر صاحب کی تصدیق سے مع درج ذیل کوائف دفتر وقف جدید کو 31 دسمبر 95ء تک بھجوائیں۔

نام۔ ولدیت۔ عمر۔ سکونت تعلیم مع نقل سند۔ تاریخ بیعت۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

اپنے رب سے تعلق پیدا کرو اور اپنی ذمہ واریاں ادا کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اتنا خیال رکھا ہے کہ اگر سوچیں تو ہم خود اتنا خیال نہ رکھ سکتے۔ (انہیں گناہ کا خوف نہ ہو گا) کے اعلان کے بعد کسی کو یہ خوف نہیں ہو گا کہ وہ کسی وقت ایسی منزل میں ہو گا یا ایسی حالت میں ہو گا کہ (دین حق) کے کسی حکم کی پابندی نہ کر سکے تو گناہ گار بن جائے گا۔ اس شکل میں تو پابندی نہیں کرے گا لیکن گناہگار نہیں بنے گا۔ مثلاً جو آدمی بے ہوش ہے اور بعض دفعہ چار چار دن تک آدمی بے ہوش رہتا ہے کیا ایسا شخص (عبادت) چھوڑ کر گناہگار بن گیا۔ نہیں (-) جو اس کی طاقت نہیں ہے اس سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالا جائے گا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر اپنی غلطی کی وجہ سے بھی تم بیدار نہ رہو اور سکران کی حالت میں ہو تب بھی (عبادت) پڑھنے کے لئے انتظار کرو۔ وہ دوسرا جرم ہے لیکن (عبادت) جان بوجھ کر چھوڑ دینا یہ بہت بڑا جرم ہے مگر اس کا بھی خیال رکھا۔ ماں نے کیا خیال رکھنا ہے اور باپ نے کیا توجہ دینی ہے اور دوست نے اخوت کا کیا مظاہرہ کرنا ہے۔ تمہارے رب نے تو کہیں زیادہ ہم سے پیار کیا اور پیار کی شکلیں بنا دیں۔ پس بدبخت ہے وہ آدمی جو اپنے خدا کو چھوڑتا ہے اور ایمان بالرّب نہیں لاتا۔ پھر تو اس کو "نجس" کا بھی ڈر ہے اس پر ظلم بھی ہوں گے اور اسے نقصان بھی پہنچیں گے اور ان کا کوئی مداوا نہیں ہو گا۔ اپنے رب کو چھوڑ کر وہ کہاں جائے گا اور پھر یہ بھی ہو گا کہ گناہ کرے گا کیونکہ اپنی طرف سے جو (دینی) حکم بنائے گا اور سمجھے گا کہ (دین) نے جو احکام (اوامر و نواہی) دیئے۔ اس سے زیادہ مجھے چاہئے وہ بھی گناہگار بن جاتا ہے۔ (احکام دینیہ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

پس اپنے رب سے پختہ تعلق قائم کرو۔ رمضان کا ایک موقع تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا جو سبق آپ کو اور مجھے سیکھنا چاہئے تھا خدا کرے کہ وہ سبق ہم سیکھیں۔ اور پھر بھولیں نہ۔ کیونکہ اپنے رب سے تو ہمیشہ کا ساتھ ہے۔ وہ کون سی گھڑیاں ہیں جو آپ اپنے رب سے چھپ کر گزار سکتے ہیں۔ جب اس سے ہمیشہ کا واسطہ ہے اور ہمیشہ کے پیار کی ضرورت ہے اور اس نے اپنے آپ کو بار بار رحم کرنے والا کہا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ تمہیں میرے رحم کی

باقی صفحہ 7 پر

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

11- نبوت 1374 ھش 11 - نومبر 1995ء

خدا تعالیٰ کا پیار

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"خوش قسمت وہ شخص نہیں جس کو دنیا کی دولت ملے- اور وہ اس دولت کے ذریعے ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے- بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے- اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے- کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو اس طرح حاصل کرے گا- مگر یاد رکھو یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی- اس کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاؤ"-

سوائے اس کے کہ انسان کی فطرت مسخ ہو گئی ہو- اور وہ بدی اور نیکی میں فرق یا کرنہ سکے یا کرنے کی ضرورت نہ سمجھے- ہر انسان گناہ سے بچنا چاہتا ہے- گناہ کو برائی سمجھتا ہے- اسے زہر کا نام دیتا ہے- اور اس سے بچتا ہے- یا یوں کہئے کہ بچنے کی کوشش کرتا ہے- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے- اور یہ فطرت نیکی کی خواہاں رہتی ہے اگر انسان کی فطرت میں کوئی جھول نہ آجائے تو وہ نیکی کی طرف مائل رہتا ہے- وہ کس حد تک نیکی کر سکتا ہے یہ الگ بات ہے- لیکن چاہتا وہ یہی ہے کہ نیکی کرے- اور اس کی زندگی بہتر طریق پر بسر ہو- یہی کچھ کرنے کے لئے حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا یہ ارشاد ہم نے پیش کیا ہے- سب سے بڑی بات جس کی انسان کو ضرورت ہے اور جو اس کی فطرت میں داخل ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیار ہے- اسے ایمان کی دولت مل جائے تو یہ بات واضح ہونے لگتی ہے کہ خدا کا پیار کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس کی ناراضگی اور اس کے غضب سے کس طرح بچا جا سکتا ہے-

اس کے لئے حضرت صاحب نے جو نسخہ تجویز فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے- اور اسی کی طرف سے قوت عطا ہو تو انسان گناہ سے بچ سکتا ہے اور نیکیاں کر سکتا ہے- ہم عام طور پر دن بھر دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں- اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی اور ضروریات سے بہت کچھ زیادہ حاصل کرنے کے لئے بھی- اور اکثر اوقات یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ اپنی ضروریات سے زیادہ کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ آفتوں اور مصیبتوں میں گھر جاتے ہیں- سب سے پہلی مصیبت تو پریشانی کی صورت میں ان کے سامنے آتی ہے- وہ زیادہ کچھ اکٹھا کرنے کے لئے پریشان رہتے ہیں اور زیادہ کچھ مل جاتا ہے تو اس کی حفاظت کے لئے پریشان رہتے ہیں- ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ خدا جانے کیا ہو-

روِنق مجلس احباب ہے عرفان کا رنگ
گہما گہمی سے ہر اک دل میں خوشی پھوٹی ہے
کچھ ابلتے ہوئے دیکھے ہیں زمیں سے چشمے
اور اک چرخ بریں سے بھی لڑی ٹوٹی ہے

○

رنج و اَلم جو ہم نے اٹھایا ترے سپرد
جو نام تیری رہ میں رکھایا ترے سپرد

وہ زندگی جو نام پہ تیرے نہیں کٹی
سب رائیگاں گئی ہے بقایا ترے سپرد

درویشی خاکساری قناعت اور یہ قلم
ماں باپ سے جو ورثے میں پایا ترے سپرد

یہ بھی تری عطا ہے مرے بس میں کچھ نہ تھا
خدمت میں جو بھی نام کمایا ترے سپرد

کم فہم بدنصیب ہیں کچھ جانتے نہیں
اعدائے دیں نے جتنا جلایا ترے سپرد

مولا انہیں حبیب کے قدموں میں لا کے ڈال
ان دشمنانِ دیں کا صفایا ترے سپرد

تھے دسترس میں اشک کے لعل و گُہر بہت
جی کھول کے یہ مال لُٹایا ترے سپرد

امتہ الباری ناصر

عشرہ وصولی وقف جدید

○ 24 نومبر تا 3 دسمبر 1995

امراء صدر صاحبان سیکرٹریان مال و وقف جدید سے ضروری گزارش

اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کو خدمت کے لئے میدان عطا کئے ہیں اور پہلے سے جاری کاموں میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی ہے اور یہ وسعت مخلصین کی غیر معمولی قربانیوں کی متقاضی ہے-

اخراجات اور ضرورتوں میں اضافہ کے پیش نظر وصولی میں نمایاں اضافہ کے لئے بھرپور کوشش کی جائے اس سلسلہ میں آپ سے درخواست ہے کہ ایسے احباب جنہوں نے وقف جدید کے وعدے کئے تھے مگر ادائیگی نہیں فرما سکے- ان کو ادائیگی کے لئے تحریک فرماویں-

ایسے احباب جن کی طرف سے نہ تو وعدہ ہے اور نہ کوئی ادائیگی ہوئی ہے- ان سے حسب استطاعت وصولی کی جائے-

معاونین خصوصی کی تعداد بڑھائی جائے- (صف اول ایک ہزار روپے یا اس سے زائد- صف دوم پانچ صد روپے سے ایک ہزار تک)

تمام بچے بچیاں وقف جدید کے دفتر اطفال میں شامل ہوں- جن بچوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ یکصد روپے یا اس سے زائد ادا کر کے ننھے مجاہدین اور ننھی مجاہدات کی صف میں شامل ہوں-

یہ تسلی کر لیں کہ جماعت کے جملہ افراد بڑے اور بچے- مرد اور عورتیں تمام کے تمام خدا تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعت کے مطابق وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں-

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جن احباب کے مالی حالات دوران سال بہتر بنائے ہیں- انہیں شکرانے کے طور پر وعدہ سے زائد وصولی کی تحریک کریں-

وقف جدید کا ایک اہم کام علاقہ نگرپار کر میں تعلیم و تربیت اور خدمت خلق کا ہے- اس مد کا نام "امداد مراکز نگرپار کر" ہے- احباب اس مد میں بھی حسب توفیق ضرور شمولیت فرمائیں-

وصول شدہ رقوم فوری بھجوانے کا انتظام فرمائیں-

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی خصائل کا برمحل استعمال کرنا چاہئے

بغیر کیریکٹر کے کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی

کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جو قومی رنگ میں نقصان دہ ہو

(خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی 26- فروری 1926ء)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر تین خصلتیں پیدا کی ہیں اور یہ تینوں خصلتیں ہر انسان کے اندر تھوڑی بہت ہوتی ہیں۔ کسی میں یہ خصلتیں بہت زیادہ طور پر ظاہر ہوتی ہیں اور کسی میں کم۔ مگر کچھ نہ کچھ حصہ ان کا ہر شخص میں پایا جاتا ہے گو یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی وقت کوئی خصلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور کسی وقت کوئی۔ بعض وقت تینوں ظاہر ہوتی ہیں۔ بہرحال تمام انسانوں میں یہ تینوں خصلتیں پائی جاتی ہیں۔

ان میں سے پہلی خصلت جو رحمانیت کے ماتحت ہے۔ وہ انانیت کی خصلت ہے۔ انسانوں کے اندر یہ مادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو علیحدہ اور ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنی شخصیت کو قائم رکھیں اور یہ مادہ رحمانیت کے ظہور کے ساتھ ان میں پیدا ہوتا ہے۔

دیکھ لو امراء اور رؤسا کے بچے جن کا ادب و احترام کیا جاتا ہے اور بعض حالتوں میں بغیر وجہ اور بلا سبب کیا جاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ ان میں کوئی خوبی پائی جائے۔ بغیر اس کے کہ ان میں کوئی عمدہ بات ہو۔ بغیر اس کے کہ ان میں کوئی اچھی بات ہو۔ ان کا ادب واحترام کیا جاتا ہے وہ جب بڑے ہوتے ہیں تو اس وقت بھی بلاوجہ یہ کہتے ہیں۔ ہم ایسے ہیں ویسے ہیں لوگوں کو چاہئے کہ ہمارا ادب و احترام کریں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اسباب کے عادی ہو گئے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کا ادب واحترام کریں۔ چونکہ بچپن میں بلاوجہ ان کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ اس لئے بڑے ہو کر بھی بلاوجہ ہی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کا ادب واحترام کریں۔

اس میں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کیوں لوگ ہمارا ادب و احترام کریں۔ آیا ہمارا کوئی احسان ان پر ہے یا تمدنی طور پر کوئی غلبہ ان پر دیا گیا ہے۔ یا ان کو ہم سے کوئی آئندہ فائدہ کی امید ہو سکتی ہے۔ یا کوئی ذاتی کمال ہم میں ہے۔ آخر کیا سبب ہے کہ لوگ قدر کریں۔ دنیا میں ہزاروں انسان ایک دوسرے کے سامنے سے گذر جاتے ہیں اور ان میں سے سارے ہی سب کا ادب و احترام نہیں کرتے لیکن وہ کوئی گلہ بھی نہیں کرتے کہ کیوں ہمارا ادب و احترام نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ادب و احترام کے لئے کچھ تعلق ہونا چاہئے۔ لیکن وہ لوگ جن کو ادب و احترام کرانے کی عادت ہو۔ خواہ مخواہ لوگوں سے لڑتے ہیں کہ ہمارا ادب کیوں نہیں کرتے۔

ایک دفعہ ایک سیدانی فقیرنی ہمارے گھر میں آئی۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ وہ آکر چارپائی پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔ میں آل رسول ہوں۔ مجھے کچھ دو۔ حضرت صاحب نے بھی کچھ دیا اور گھر کے لوگوں نے بھی دیا۔ پھر اس نے پانی مانگا مگر جب ایک عورت نے اسے پانی دیا تو سخت ناراض ہو کر کہنے لگی۔ امتیوں کے گلاس میں مجھے پانی دیتی ہے۔ ہم سادات آل رسولؐ ہیں۔ اول تو پانی پلانے کے لئے نیا گلاس چاہئے تھا اور اگر پرانے ہی میں پانی دینا تھا تو پہلے اسے اچھی طرح مانجھنا تھا۔ اب وہ فقیرنی ہو کر آئی تھی۔ مگر باوجود اس کے اس میں وہ عادت موجود تھی جو ناواجب ادب و احترام کراتے رہنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں جو آنحضرت ﷺ کی اولاد سے ہو اسے اگر واقعی مدد کی ضرورت ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس کی مدد اور خدمت کریں مگر بعض لوگ یوں ہی سادات کے اس ادب و احترام کو دیکھ کر جو لوگ ان کا کرتے ہیں۔ سید بن جاتے ہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ ان کا بھی ادب واحترام کیا جائے۔ سادات کو جو فخر حاصل ہے۔ وہ طفیلی طور پر ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے سبب سے ہے۔ مگر باوجود اس کے ایک مدت تک ادب و احترام کئے جانے کا اثر ان میں اس حد تک ہوتا ہے کہ حالات بدلنے اور خود کوئی خوبی نہ رکھنے کے بعد بھی ان میں یہ خواہش رہتی ہے۔ کہ لوگ ان کا ادب کریں۔ چنانچہ وہ فقیرنی جو سیدانی تھی۔ اس طفیلی فخر کی بناء پر اور اس لطف و کرم کی وجہ سے جو سادات پر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی کیا کہ لوگوں کو ان کے ادب و احترام کی طرف مائل کر دیا سمجھتی تھی کہ میں حق رکھتی ہوں کہ میرا ادب و احترام کیا جائے اور اسی عادت کی بنا پر اس نے یہ کہا کہ آل رسول کو ہمیشہ نئے گلاس میں پینے پلانا چاہئے۔ یا اگر امتیوں کے گلاس میں پلانا ہو تو اسے اچھی طرح مانجھ لینا چاہئے۔ تو انسان کے اندر سب سے پہلے جو خصلت پیدا ہوتی ہے۔ وہ انانیت کی ہے۔ وہ ان حالات کو دیکھتا ہے جو اس کے ادب و احترام کے لئے پیدا ہوتے ہیں تو سمجھتا ہے کہ رب (-) جو میری قدر کرتا ہے۔ تو لوگ کیوں نہ میری قدر کریں۔

دیکھو بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے انانیت کا یعنی اپنے وجود کا خیال اس میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے میں بھی کوئی وجود ہوں اور مجھے بھی اپنے وجود کے قائم رکھنے کے لئے کچھ چاہئے۔ یہ بات وہ الفاظ میں نہیں کہہ سکتا بلکہ طبعی طور پر یہ حس اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں آکر آنکھ ہی کھولتا ہے اور پیدا ہو کر پہلا ہی سانس لیتا ہے کہ اس میں یہ انانیت پیدا ہو جاتی ہے پھر اسے سب اٹھائے پھرتے ہیں۔ اسے پیار کرتے ہیں۔ چومتے ہیں۔ اس کے آرام کو مدنظر رکھتے ہیں۔ غرض ہر طرح اس کی قدر کرتے ہیں اور جونہی اس میں احساس بڑھتا ہے۔ وہ ان حالات کو محسوس کر کے سمجھتا ہے کہ میں مرجع عالم ہوں۔ وہ لوگوں کو پیار کرتے دیکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ ہر ایک مجھے پیار کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اسے اٹھائے پھرتے ہیں تو اسے یہ عادت پڑ جاتی ہے کہ لوگ اٹھائے پھریں اور یہ سب کچھ اس انانیت سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس میں پیدا ہوتی ہے۔

غرض انسان کی پیدائش سے پہلے بھی رحمانیت ہوتی ہے اور جب وہ مرجاتا ہے۔ تو اس کے بعد بھی۔ پس جو خصلت خدا کی سب سے پہلے انسان کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ رحمانیت ہی ہے۔ ایک انسان کے پیدا ہونے سے پیشتر اس نے کئی قسم کی چیزیں اپنی صفت رحمانیت سے پیدا کیں مثلاً رحم مادر دیا۔ غذائیں دیں۔ پھر ماں کے پیٹ میں ہی اسے ناک۔ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ پاؤں تمام اعضاء دیئے اور بھی ذریعے بہم پہنچائے۔ جن سے وہ وہاں زندہ رہ سکے۔ پھر پیدا ہونے سے پہلے دودھ پیدا کیا۔ غرض ایسی تمام چیزیں دے کر رحمانیت کی صفت کو بلاواسطہ ظاہر کیا۔ اور جب وہ پیدا ہو گیا تو اسی اپنی رحمانیت کی صفت کو بالواسطہ ظاہر کرنا شروع کیا۔ اور انسانوں کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔ ان حالات کے ماتحت سب سے پہلے انانیت ہی انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور انانیت ہی کا سب سے پہلا درجہ بھی ہے۔

جب ایک بچہ اس سے اور آگے قدم اٹھاتا ہے تو دوسری صفت رحیمیت کی اسے ملتی ہے۔ اس کے ماتحت اسے کام کرنا پڑتا ہے۔ اس صفت کے ماتحت اب بچہ کو برے کاموں سے بچنے اور اچھے کاموں کے کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ گویا اسے ایک طرح نیک و بد کی تمیز ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں پر بھی صفت رحیمیت کا غلبہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جن پر اس بچے کے لئے رحمانیت کا تسلط تھا۔ جونہی وہ ہاتھ پاؤں ہلانے لگتا ہے۔ تو طریق سلوک بھی بدل جاتا ہے۔ پہلے اگر اسے گود میں اٹھائے پھرتے تھے۔ تو اب چاہتے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں آپ چلے۔ پہلے اگر کسی ہلکی سی مشقت کا بھی اس کی ذات سے مطالبہ نہ کیا جاتا تھا۔ تو اب کسی حد تک اس کا تقاضا ہونے لگتا ہے۔ غرض اب وہی سلوک اس سے نہیں ہوتا۔ جو اس سے پہلے ہوتا تھا۔ کیونکہ رحیمیت کے ماتحت اب لوگ چاہتے ہیں۔ بلکہ ماں باپ بھی چاہتے ہیں کہ پہلی حالت میں اور اس حالت میں فرق ہونا چاہئے۔ اور اس زندگی میں اور اس زندگی میں امتیاز پیدا کرنا چاہئے۔ اس وقت اگر یہ کچھ نہیں کہتا تھا۔ تو اب اسے کہنا چاہئے۔ اسے اپنی حاجات بتانی چاہئیں۔ وہ منتظر ہوتے ہیں کہ بچہ خود کہے بھوک لگی ہے۔ تو رحمانیت کے بعد دوسرا درجہ رحیمیت کا ہوتا ہے۔ اور رحیمیت کے ماتحت بدلے ملتے ہیں۔

اس کے بعد ایک اور خصلت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے وہ مالک یوم الدین کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صفت کے ماتحت بتایا ہے کہ اس مقام پر بحیثیت مجموعی جزا ملتی ہے۔ اس وقت فرد فردیت سے نکل کر جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مجموعی حیثیت سے اس کے ساتھ سلوک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ دیکھتا ہے۔ کہ قوم کیا کرتی ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ قوم کی بہتری کے ساتھ اس کی بہتری وابستہ ہے کیونکہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ میں قوم سے الگ رہ کر اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ اس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیا قوم اگر تباہ ہوتی ہے تو ہو میں اپنے آپ کو بچا لوں۔ کیونکہ وہ قوم سے علیحدہ رہ کر اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔

یہ بات بلوغت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ بلوغت کے بعد ایک شخص اکیلا نہیں ہوتا۔ بلکہ قوم کا فرد ہوتا ہے۔ اور اس حد پر پہنچ کر اسے جن حالات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ان کا بیشتر حصہ وہ ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے جب تک دوسرے نہ ہوں۔ تب تک وہ کام ہو نہیں سکتا۔ اور جب وہ نہیں ہو سکتا۔ تو اس کی اپنی تکمیل بھی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بلوغت کے بعد ہی شرائع بھی فرض ہوتی ہیں۔

تمام اخلاق اور بہت سے دوسرے اعمال ایسے ہی ہیں کہ ان کے لئے کوئی دوسرا وجود ہونا چاہئے۔ چنانچہ کوئی اچھا اخلاق انسان دکھا نہیں سکتا جب تک اس کے دوسروں کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلقات نہ ہوں۔ اور دوسروں کے ساتھ تعلقات ہو نہیں سکتے جب تک دوسرے نہ ہوں۔ پس اخلاق دکھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے ہوں اور دوسروں کے ساتھ اس کے تعلقات ہوں۔ کیونکہ جب تک یہ نہ ہوں۔ تب تک کوئی شخص کسی قسم کا اخلاق نہیں دکھا سکتا۔ اسی طرح اگر وہ الگ رہے تو (عبادت وغیرہ) کس طرح ادا کرے گا۔ عبادت کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ باجماعت ادا ہو۔ پھر اگر غرباء اور مساکین نہ ہوں۔ تو (صدقہ) کن کو دے گا۔ پس تقریباً تمام احکام دینیہ تمدن کو چاہتے ہیں۔ اور ان کو وہ محسوس کرتا ہے۔

جب تمدن کا احساس انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ تو اس موقعہ پر وہ اپنے حقوق چھوڑتا ہے۔ اور قربانی کرتا اور ایثار سے کام لیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کون سی بات بہتر اور کون سی بات مضر ہے۔ پھر جو اسے بہتر نظر آتی ہے۔ اس کے متعلق دیکھتا ہے۔ کیا اس سے قوم میں تفرقہ تو نہیں پڑتا۔ اور اگر اسے تفرقہ پڑتا ہوا نظر آئے۔ تو باوجود اس کے کہ وہ بات اس کی اپنی ذات کے لئے مفید ہو۔ وہ اسے قوم کی خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہی پسند کرتا ہے کہ اپنا نفع تو چھوڑ دوں۔ لیکن قوم کا نقصان نہیں کر سکتا۔ چونکہ اس میں قوم کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ قومی مفاد کی حفاظت کے واسطے اور اس کے ساتھ اتفاق کے لئے اسے چھوڑ دے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمدن قائم رہے گا۔ یہ مالک یوم الدین کے ماتحت ہوتا ہے۔ پھر یہی حالت انفرادی نقصان کے ساتھ ہے۔ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ انفرادی طور پر بے شک مجھے اس سے نقصان ہے۔ لیکن میرے اس نقصان سے جماعت کو فائدہ ہوتا ہے تو وہ اپنے نقصان پر جماعت کے فائدے کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میرا نقصان ہوتا ہے۔ مجھے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اور اگر کوئی اسے کہتا بھی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں۔ میری قوم کہتی ہے کہ ایسا کرو یا ایسا نہ کرو۔ اور میری قومی حیثیت تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے فائدہ کو ہر وقت مد نظر رکھوں۔

یہ تین صفات ہیں۔ جو انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے جو انانیت کی صفت ہے۔ بے شک یہ صفت تقاضا تو کرتی ہے کہ انسان اپنے وجود کو علیحدہ اور نمایاں طور پر دکھلائے۔ لیکن قوم سے کٹ کر نہیں۔ بلکہ قوم کے ساتھ منضبط رہ کر۔ بے شک یہ صفت ایک رنگ میں ایک حد تک غیر محدود بھی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اپنی ذات میں محدود بھی ہے۔ اور ایک انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے وجود کو علیحدہ اور الگ دکھلائے لیکن قوم کے ساتھ رہ کر۔ (کلام الٰہی) میں (صاحب ایمان) کے متعلق آیا ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ گویا (صاحب ایمان) کیلئے یہ بھی ایک شرط ہے۔ کہ وہ آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ پس جو صاحب ایمان) ہوتے ہیں وہ سباق کرتے ہیں۔ مگر سباق کرنے کے یہ معنے نہیں کہ دوسرے کو لتاڑ کر اور پچھاڑ کر آگے بڑھے۔ بلکہ یہ ہیں کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ بڑھائے اور جو جس حال میں ہے آگے بڑھتا جائے۔ اس کے معنے یہ ہوں گے کہ سارے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ ایک (صاحب ایمان) کی شان یہی ہے کہ وہ ساری قوم کو بھی آگے بڑھائے۔ اور خود بھی آگے بڑھے۔ ہماری جماعت کے افراد کو بھی چاہئے کہ اس قسم کا سباق کریں۔ کیونکہ اگر کسی جماعت کے بعض افراد خود سباق تو کریں۔ مگر دوسروں کو گرا کر تو درحقیقت سباق نہیں کرتے بلکہ قوم کو تباہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کو اپنا ذاتی فائدہ متصور ہوتا ہے جو قومی فوائد کے منافی ہوتا ہے۔ پھر اگر کوئی امر کسی قوم کے فوائد کے منافی ہوتا ہے تو اس سے نہ صرف وہ قوم ہی متاثر ہوتی ہے۔ بلکہ خود وہ شخص بھی اس سے متاثر ہوتا ہے۔ جس نے ناواجب سباق کے ذریعے ایک ایسا امر کیا ہو جو جماعتی اور قومی فوائد کے مخالف ہو کیونکہ قوم افراد کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ اور وہ شخص بھی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

ایک دفعہ بعض وہ صحابیؓ جو غریب تھے اور صدقہ و خیرات کی مقدرت نہ رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے بھائی جو امیر ہیں اور دولت رکھتے ہیں۔ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہم سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتایا جائے کہ نیکی کرنے اور ثواب پانے میں ہم ان سے بڑھ جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم (عبادت) کے بعد تینتیس تینتیس بار تسبیح و تحمید اور چونتیس بار تکبیر پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن جب امراء کو اس کا پتہ لگا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو یہ بات بتائی ہے تو انہوں نے بھی یہی تسبیحیں اور تکبیر پڑھنی شروع کر دی۔ اس پر غریب صحابہ نے پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور! امراء بھی یہ تسبیحیں پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اور اس طرح وہ پھر ہم سے بڑھ گئے ہیں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔ جسے خدا نیکی دے میں اسے کیسے روکوں۔ اس میں سباق بالخیر کا ایک عمدہ سبق ہے۔ غریب صحابہ نے یہ نہیں چاہا کہ ان کا مال و دولت جس کی وجہ سے یہ ہم سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں جاتا رہے بلکہ یہ چاہا کہ ان کا مال و دولت بھی رہے اور ہمیں بھی کوئی ایسا طریق معلوم ہو جائے کہ ہم ان سے بڑھ سکیں۔ اسی طرح امراء صحابہ نے بھی یہ نہیں کیا کہ ان غرباء کو اس طریق سے محروم کر دینے کا خیال کیا ہو۔ بلکہ یہ کیا کہ سباق بالخیر کے ماتحت اس کام کو اختیار کر کے اور بھی ان سے آگے بڑھ گئے۔

تو یہ جو انانیت ہے۔ یہ شرطی طور [illegible] اعلیٰ چیز ہے۔ یہ نہ ہو تو افراد قائم نہیں رہ سکتے اور اگر افراد قائم اور مضبوط نہ ہوں تو قوم قائم اور مضبوط نہ ہو گی۔ پس صحیح انانیت یہ ہے کہ دوسروں کو انسان دبائے بھی نہیں۔ ان کے حقوق بھی ضائع نہ کرے اور آگے بھی بڑھے اور آگے بڑھنے میں یہ بات مد نظر ہو کہ دوسرے بھی ساتھ ساتھ بڑھیں۔ لیکن اگر یہ نہ کیا جائے یعنی دوسروں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور ان کو دبا کر آگے بڑھا جائے۔ تو یہ انانیت نہیں۔ یہ جباریت ہے اور یہ منع ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ پس آگے بڑھتے ہوئے یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ انانیت بدل کر کہیں جباریت تو نہیں بن گئی۔

دوسری صفت رحیمیت ہے۔ اس کے ماتحت انسان میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ میں اچھے کام کروں اور برے کاموں سے بچوں۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے امتیاز بین الحق والباطل پیدا ہو اور امتیاز بین الحق والباطل کی پیدائش کے لئے کسی شرط کی ضرورت نہیں۔ یہ امتیاز بغیر کسی شرط کے ہوتا ہے اس کے ماتحت انسان میں یہ مادہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کو اختیار کرے جو حق ہے۔ خدا کا قرب حاصل کرنے والی ہے۔ ترقی دیتی ہے اور ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو باطل ہے۔ خدا تعالیٰ سے دور کر دینے والی ہے اور بجائے ترقی کے تنزل کی طرف لے جانے والی اور مضر ہے۔

رحیمیت کی شرط تو کوئی نہیں مگر اس کی کچھ حد بندی ضرور ہے اور وہ اگلے حصے کے ماتحت ہے۔ جو مالک یوم الدین کا ہے۔ اس میں جب ایک شخص پہنچتا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ قربانی کرے۔ یعنی جب مل کر کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو پھر اپنے نفع و نقصان کو چھوڑ کر کرے۔ اسے اکیلے طور پر وہی کام کرنے میں خواہ کس قدر سہولت اور آرام ہو اور مل کر کرنے میں خواہ کس قدر ہی نقصان اور تکلیف ہو مگر جب وہ مالک یوم الدین کے ماتحت آ جائے۔ اور اسے مل کر کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مل کر کرے۔

مثال کے طور پر (عبادت) ہی کے معاملے کو لے لو۔ (عبادت) مل کر پڑھنے کا حکم ہے یعنی یہ کہ اکٹھے ہو کر باجماعت پڑھو۔ اب اگر امام کو آنے میں دیر ہو جائے اور کوئی شخص اکیلا (عبادت) پڑھ لے تو یہ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ (احکام دینیہ) نے ہر (عبادت) کے لئے وقت کا جو اندازہ مقرر کیا ہے کہ فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک (عبادت) ہو سکتی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر تھوڑی دیر آگا پیچھا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ مد نظر نہ ہوتا تو (احکام دینیہ) میں خاص وقت مقرر کر دیا جاتا کہ عین فلاں وقت پر فلاں (عبادت) ادا کرو۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔

جس طرح رحمانیت کے آخر میں رحیمیت کی ابتدا نے شروع ہو کر ایک ہلکا سا فرق رحمانیت کی تعریفوں میں پیدا کر دیا۔ اسی طرح رحیمیت کے آخر میں مالک یوم الدین نے شامل ہو کر رحیمیت کی تعریفوں میں تبدیلی پیدا کر دی۔ چونکہ اس کے ساتھ ساتھ تمدن کا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے تمدن کے لحاظ سے تعریفوں میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نہ صرف انسان ہی کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ تمدن کو مد نظر رکھے بلکہ احکام (دینیہ) بھی یہاں سے اسی قسم کے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔

(عبادت) کی فلاسفی کا ایک پہلو قیام تمدن بھی ہے۔ لوگ اگر جماعت کے ساتھ (عبادت کرتے) ہیں۔ تو یہ ان کو (احکام دینیہ) کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ باجماعت عبادت پڑھو مگر مل کر کوئی کام کرنا تمدن کی ایک فرع بھی ہے اور جب (عبادت) مل کر باجماعت پڑھی گئی تو تمدن کی اس فرع پر عمل کیا گیا۔ پھر رکوع و سجود وغیرہ ہے۔ یہ بھی سراسر امام کی متابعت ہے۔ قطع نظر اس سے کہ مقتدی کی منشاء ہو یا نہ ہو کہ وہ اس وقت رکوع یا سجود میں جائے جس وقت کہ امام جاتا ہے۔ اسے اس کی اقتداء کرنی پڑتی ہے اور بغیر پوری اقتداء کرنے کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے جماعت کے ساتھ (عبادت) پڑھی اور یہ ظاہر ہے کہ کسی امام کی متابعت کرنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی سردار قوم کی اطاعت کرنا اور سردار قوم کی اطاعت کرنا یہ بھی تمدن ہی ہے۔ کیونکہ جب تک قوم کسی سردار کی اطاعت نہ کرے۔ تمدن قائم نہیں کر سکتی۔ غرض مل کر کام کرنا اور کسی امام کی متابعت کرنا تمدن ہے.......

چونکہ تمدن کا قائم رکھنا ہر قوم کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے (-) جو (دینی) حکم اس وقت کے لئے رکھے گئے ہیں۔ وہ تمدن کو بھی مد نظر رکھ کر رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جب جماعت کے ساتھ (عبادت) ادا کر رہے ہوں۔ تو پوری اقتداء نہیں کرتے یہاں تک کہ امام اگر سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو وہ سجدے میں پڑے ہوتے ہیں اور جب امام دوسرے سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہتا ہے۔ تو وہ پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں ایسے سجدے سجدے نہیں ہوتے کیونکہ امام کی اقتداء میں نہیں ہوتے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہوں گے امام تو ایک منٹ سجدہ کر کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ ہم دو منٹ سجدہ کریں گے تو زیادہ ثواب ملے گا۔ مگر یہ بات غلط ہے ایسے موقعہ پر امام کی اقتداء میں ہی ثواب اور نیکی ہے اور سجدہ وہی ہے جو امام کے ماتحت ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگ امام کے پیچھے رہتے ہیں۔ یا امام سے آگے چلے جاتے ہیں۔ ان کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دیا جائے گا۔ پس اس سے بچنا چاہئے۔ نادان اسے نیکی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ نیکی نہیں ہے۔ نیکی اسی میں ہے کہ جماعت کے ساتھ (عبادت) ادا کرتے وقت امام کی پوری پوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتداء کی جائے۔

تیسری صفت مالک یوم الدین کی ہے۔ اور یہ صفت تمدنی طور پر قوم کے ساتھ اپنے آپ کو ملا دینا ہے۔ بعض لوگ قوم کے ساتھ اپنے آپ کو ملاتے تو ہیں۔ لیکن ان سے غلطی یہ ہو جاتی ہے کہ اتنے نقال ہوتے ہیں کہ اپنی انانیت کو ہی مٹا دیتے ہیں اور یہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص قوم میں داخل ہوتے وقت اپنے وجود کو مٹا ڈالے۔ تو وہ صرف نقال رہ جاتا ہے۔ اور صرف نقال رہ جانا کوئی خوبی نہیں ہے(-) پس سب سے پہلی بات جو انسان کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انانیت کو قائم رکھے اور ایسے طریق پر قائم رہے کہ جباریت کا رنگ نہ اختیار کرے۔ پس (صاحب ایمان) کو چاہئے کہ وہ ان تینوں صفات کو قائم رکھے۔ یعنی اس میں انانیت بھی ہو۔ اچھے برے میں تمیز بھی ہو اور اندھا دھند نقل بھی نہ کی جائے۔ بلکہ اپنے آپ کو ایسے رنگ میں قوم کے ساتھ ملائے کہ قوم کے ساتھ ملا بھی رہے اور اس کا اپنا وجود بھی الگ نظر آئے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بالکل ست بچھے بن جاتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی بات ہو۔ وہ "سچ ہے" "سچ ہے" کہتے اور اپنی رائے اور اپنے ارادے کو دبا کر ضائع کر دیتے ہیں۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرمایا کرتے تھے کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ وہ جب دربار میں آیا تو کہنے لگا۔ بینگن کیا ہی اچھی چیز ہے۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بھی بینگن کی تعریف کرنی شروع کر دی کہ اور تو اور اس کی شکل ہی دیکھئے کیسی عمدہ ہے۔ سر تو ایسا ہے جیسے کسی پیر نے سبز پگڑی باندھ رکھی ہو۔ نیلگوں لباس تو آسمان کی رنگت کو مات کر رہا ہے۔ پودے کے ساتھ لٹکا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شہزادہ جھولا جھول رہا ہے۔ اور طبی طور پر جتنی اس کی خوبیاں تھیں ساری کی ساری گن ڈالیں۔ یہ باتیں سن کر راجہ کو اور شوق پیدا ہوا۔ اور اس نے کچھ دن بینگن کھائے۔ بینگن چونکہ گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے "حدت" پیدا کی۔ تو راجہ نے ایک دن کہا بینگن بہت بری شئے ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں۔ کہنے لگا شکل تو دیکھئے۔ کالا منہ نیلے پاؤں ہیں اس سے بھی زیادہ اور کیا اس کی برائی ہو سکتی ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے۔ جیسے کسی نے پھانسی پر لٹکایا ہو۔ چونکہ ہر شے کی کچھ خوبیاں اور کچھ برائیاں ہوتی ہیں۔ اس موقع پر اس مصاحب نے اس کی تمام وہ برائیاں جو طبی طور پر تھیں۔ بیان کیں۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا یہ کیا؟ اس نے جواب دیا۔ میں راجہ کا نوکر ہوں نہ بینگن کا۔

ایسے لوگ جو ست بچھے ہوتے ہیں۔ جس مجلس میں جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ جماعت کے لوگوں سے ملتے ہیں تو وہی کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جو جماعت کے افراد کر رہے ہوتے ہیں۔ وعظ کہنا شروع کر دیتے ہیں (دعوت الی اللہ) کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ مضامین نویسی شروع کر دیتے ہیں لیکن جب دوسروں میں جاتے ہیں تو انہیں کے سے ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں بھائی کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ دل سے مل جائیں۔ ایسے لوگوں کی روش وہی ہوتی ہے جسے انگریزی میں (Herd Instinct) یعنی بھیڑ چال کہتے ہیں۔ بھیڑوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ اپنی عقل اور ارادہ سے کام نہیں لیتیں۔ بلکہ جو ایک بھیڑ نے کیا۔ وہی باقی سب کرتی ہیں۔

کہتے ہیں ایک دفعہ بھیڑوں کے راستے میں رسی باندھ دی گئی۔ جب بھیڑیں وہاں پہنچیں۔ تو سب سے اگلی دو تین بھیڑیں اس پر سے کود کر گذریں ان کے بعد رسی کھینچ لی گئی لیکن پھر بھی جو بھیڑ اس جگہ پہنچتی کود کر گذرتی۔ اس سے بھیڑ چال کی مثال مشہور ہو گئی۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو اپنی عقل اور ارادہ سے کام نہیں لیتے۔ ان کے کام بھیڑ چال سے بڑھ کر نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ جس مجلس میں جاتے ہیں اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اور جس رنگ کے لوگوں سے ملتے ہیں ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ ان کی نہ کوئی اپنی طاقت ہوتی ہے نہ عقل نہ ان میں ارادہ ہوتا ہے نہ استقلال۔ ہر ایک (صاحب ایمان) کو چاہئے۔ اس عادت سے بچے اور ان خصائل ثلاثہ کو اپنے اندر پیدا کرے۔ کیونکہ جب یہ تینوں خصلتیں اکٹھی ہوں۔ تو انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

مگر یہ بھی نہ ہو کہ انانیت اس حد تک بڑھ جائے کہ ایک طرف جباریت کا رنگ اختیار کر لئے اور دوسری طرف سرکشی کا اور کسی کا کہنا ہی نہ مانے۔ ایک دفعہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے فرمایا۔ احمدیوں کی کوئی خاص علامت ہونی چاہئے۔ جس سے لوگ انہیں پہچان لیں مثلاً سبز پگڑی ہو۔ اگر اس بات کو جاری کیا جائے۔

اور پھر کوئی کہے کہ میں سبز پگڑی نہ باندھوں تو کیا حرج ہے۔ تو یہ انانیت ٹھیک نہیں ہو گی۔ ایسا ہی داڑھی منڈانا ہے۔ اب اگر کسی شخص کو ہم یہ کہیں کہ میاں داڑھی نہ منڈایا کرو۔ داڑھی منڈانا اچھا نہیں۔ اور وہ کہے مجھے اس کے متعلق (احکام دینیہ) کا حکم دکھاؤ۔ تو اسے کہا جائے۔ فرض کر لو (احکام دینیہ) میں اس کے متعلق کوئی حکم نہیں لیکن جب تمہاری قوم کا یہ ایک امتیازی نشان ہے۔ تو تمہیں داڑھی رکھنی چاہئے۔ اس پر بھی اگر وہ نہ مانے۔ تو اس میں صحیح اور سچی انانیت نہیں بلکہ سرکشی ہو گی یا انانیت کا غلط استعمال۔

بغیر کیریکٹر کے کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی۔ جتنی قومیں دنیا میں ہیں۔ ان کے کیریکٹر ہوتے ہیں۔ ان کے کچھ امتیازی نشان ہوتے ہیں۔ جن سے ان کا پتہ ملتا ہے اور وہ شناخت کی جاتی ہے اور افراد قوم کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان کیریکٹروں' رنگوں اور نشانوں کی پابندی کریں۔ کیونکہ افراد اگر چاہتے ہیں کہ قوم قائم رہے۔ اور قومی روح اگر ان کے اندر رہے۔ تو ان کو چاہئے کہ وہ قوم کے ساتھ ہر رنگ میں مشابہت پیدا کریں۔

جب کہ ان امور میں جن کا قوم کے ساتھ اتنا تعلق نہیں ہوتا۔ اور اپنی ذات میں بھی وہ بالکل چھوٹے اور معمولی ہوتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔ جس سے تمدن قائم ہوتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان امور میں قوم کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کرے۔ جن کا قوم کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دیکھو اگر ایک خاوند اپنی بیوی سے کہے۔ میری چارپائی فلاں جگہ بچھانا۔ اور بیوی دوسری جگہ بچھا دے تو خاوند یہ دیکھ کر لڑائی پر آمادہ نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ بیوی کے کام سے اتفاق کر لے گا۔ ورنہ اگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھر میں لڑائی جھگڑا ہونے لگے تو گذارا کس طرح ہو سکے۔

بے شک بہت سی چیزیں اپنی ذات میں مفید ہوتی ہیں۔ مگر وہ بعض مقام پر غیر مفید ہوتی ہیں۔ مثلاً لیٹنا ہے۔ یہ اچھا تو ہے اور خدا تعالیٰ نے لیٹنے میں آرام رکھا ہے۔ جب انسان تھک کر لیٹ جائے تو اسے آرام پہنچتا ہے۔ اور تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مجلس میں آکر پاؤں پسار کر لیٹ جائے۔ تو ہم کہیں گے یہ برا کام ہے کیونکہ یہ لیٹنے کا مقام نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لیٹنا اچھا ہے اور اپنی ذات میں مفید ہے۔ لیکن اس موقعہ پر اچھا نہیں۔

اسی طرح جہاں (عبادت) کے لئے جماعت ہوتی ہو۔ وہاں اگر کوئی شخص اپنی علیحدہ (عبادت) پڑھے۔ تو وہ (عبادت) اس موقعہ پر اچھی نہ ہو گی پس ہر کام کرتے وقت یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ کام اپنی ذات میں کیسا ہے اور پھر اس کے موقعہ اور مقام پر غور کرنا چاہئے کہ اگر اپنی ذات میں اچھا ہے تو کیا موقعہ اور مقام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔

تمدنی طور پر چھوٹی چھوٹی باتوں کا کرنا جن کا اخلاق اور روحانیت کے ساتھ تعلق ہے۔ جب مفید ہوتا ہے تو کیوں نہ اس قسم کی بڑی بڑی باتوں میں قوم کے لئے قربانی کی جائے۔ ہاں تمدنی پر انانیت کو غالب نہ آنے دینا چاہئے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہئے جو قومی رنگ میں نقصان دہ ہو۔ پس ہر شخص کو چاہئے کہ ہر اس بات کو چھوڑ دے جو قوم کے لئے مفید نہ ہو۔ خواہ وہ اپنی ذات اور مقام کے لحاظ سے اس کے اپنے لئے بے حد ہی مفید ہو۔

غرض یہ تینوں صفات جب اکٹھی ہوں تب انسان کامل ہوتا ہے۔ اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ وہ ان سب کے بین بین چلتا ہے۔ اس راہ پر چلتے ہوئے جب ان شرائط کی پابندی بھی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور انسان مدارج ترقی پر چڑھنا شروع کر دیتا ہے لیکن اگر کوئی ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا تو پھر وہ ایسی انانیت کرتا ہے جو درست نہیں۔ اور جس سے وہ قوم کے ساتھ مل نہیں سکتا۔ اور الگ رہ کر تباہی پیدا کرتا ہے۔ درست راستہ یہی ہے کہ وسطی طریق اختیار کیا جائے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان باتوں کے سمجھنے اور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم اس کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔

(الفضل 12- مارچ 1926ء)

روزنامہ الفضل 28- اگست 1937ء

ہماری تاریخ

الفضل 28- اگست 1937ء کے مطابق افراد کے علاوہ بعض سوسائٹیوں کے ممبر مل کر بھی (بیت الفضل) میں آتے ہیں اور نہایت دلچسپی کے ساتھ سلسلہ کے حالات اور دین حق کی تعلیم کا ذکر سنتے ہیں اور یہ سوسائٹیاں صرف لندن سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ بیرونی ممالک سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس طرح اس جگہ کے مربی صرف انگلستان میں ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی احسن طور پر دعوت الی اللہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ اس کی ایک دلچسپ مثال جرمنی کے طلباء کی پارٹی ہے جو ہر سال انگلستان میں ایک رنگ کا علمی دورہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ مختلف سکولوں سے آتے ہیں اور ہر سال عموماً نئے طالب علم ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے استاد اور استانیاں بھی ہوتی ہیں اور باقاعدہ انتظام کے ساتھ لندن اور دوسرے مقامات پر دورہ کرتے ہیں۔ یہ اچھی پختہ عمر کے نوجوان ہوتے ہیں۔ میری موجودگی میں ایسی پارٹیاں دو دفعہ آئی ہیں۔ یہاں کے ایک ہیڈ ماسٹر درد صاحب کے گہرے دوست ہیں اور وہ ایسی پارٹیوں کے دار الحمد میں آنے کے محرک ہوتے ہیں۔ ان کو (اور ایسا ہی دوسری سوسائٹیوں کے ممبروں کو) بیت الفضل دیکھ کر طبعاً (دین حق) اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کی اس دلچسپی سے پورا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سال ان جرمن طالب علموں کی پارٹی 20- جولائی کو بیت الفضل میں آئی درد صاحب نے پہلے سے ان کو چائے کی

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم سردار بشیر احمد صاحب انجینئر لکھتے ہیں

حضرت امام کے مشورے میں برکت

عدن میں جب میرے تین سال پورے ہو گئے تو گورنمنٹ آف انڈیا کی منسٹری آف لیبر کے حکم کے ماتحت ایڈملیریٹی نے مجھے فارغ کر دیا۔ میں۔ ایس۔ ایس۔ فیلکس روسن Roussen نامی جہاز میں جس میں چار ہزار فوجی سوار تھے۔ بمبئی پہنچا۔ اس بار ڈاکٹر عطر دین صاحب کے ہاں کھڑا پارسی محلہ میں قیام کیا بڑی مشکل سے ایک ہندو دوست نے ریل کا ٹکٹ لے دیا۔ اور بخیریت فروری 45ء میں قادیان پہنچا۔ جبکہ جہاز ڈبوئے جا رہے تھے۔ (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے)

قادیان پہنچ کر سب سے پہلے بہشتی مقبرہ میں حاضری دی۔ مغرب کے بعد بیت مبارک پہنچا۔ بعد میں چھت پر مجلس عرفان لگا کرتی تھی۔ وہاں مجھے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بازو سے پکڑ کر حضرت امام جماعت الثانی کے پاس لے جا کر ملاقات کرائی۔ حضرت صاحب نے سفر وغیرہ کے متعلق کچھ پوچھا۔ پھر آپ ایک لکڑی کے بنچ پر دو چار احباب کے درمیان تشریف فرما ہو گئے۔ میں حضرت صاحب کے دائیں جانب پیچھے سے آپ کا کندھا اور کمر دباتا رہا۔ ایک اور لڑکا حضرت صاحب کی بائیں جانب تھا۔ ہمارے دبانے سے حضرت صاحب کچھ کچھ آگے کو جھکتے تھے۔ سامنے سارا صحن حاضرین سے بھرا پڑا تھا۔ اور بالکل خاموشی تھی جیسا کہتے ہیں Pin Drop Silence تھی۔ حضرت صاحب کافی دیر خاموش رہے۔ میں نے داؤ مار کر اپنا سر آگے کیا کہ حضرت صاحب کی ریش مبارک سے میرا کلا مس کر گیا۔ اس وقت حضرت صاحب یوں گویا ہوئے (اور اس وقت میرا بایاں کان حضرت صاحب کے لب مبارک سے صرف ایک بالشت کے فاصلے پر تھا)

"دراصل مجھے خود انتظار رہتی ہے کہ خدا تعالیٰ میرے منہ سے کیا کہلانا چاہتا ہے۔"

اس کے بعد کسی مسئلہ پر عرفان کا دریا بہانا شروع کر دیا۔ اس وقت مجھے یہ بات یاد آئی کہ (کہ یہ خدا کے بلائے ہی بولتے ہیں۔) اس امر کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ (ایسے لوگ) کوئی بھی بات اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ بلکہ وہ اللہ کی طرف سے القاء ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت امام جماعت الثالث سے بیت اقصیٰ ربوہ کے ممبر سے یہ کہتے میں نے سنا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے میں وہ بیان کر دیتا ہوں۔ جب اس نے کچھ نہ بتایا تو میں (-) پڑھ کر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر عربی حصہ خطبہ دے دوں گا۔"

حضرت امام جماعت الرابع کی لندن کی مجالس میں ہم نے بیسیوں بار آپ کو کچھ فرماتے سنا۔ مثلاً کسی کے علاج کے مسئلے کی بابت یا حصول اولاد یا آپریشن کرانے سے منع کرنا وغیرہ تو وہ بات اسی طرح پوری ہو گئی حتیٰ کہ بعض مریضوں کے متعلق ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ تو کوئی معجزہ ہو گیا ہے کہ مریض کو شفا ہو گئی۔ ایک دوست کا دل کے آپریشن کا کیس تیار تھا۔ حضرت صاحب کا ٹیلیفون پر پیغام پہنچا کہ آپریشن نہیں کرنا تو وہ شخص ہسپتال سے واپس آگیا۔ اور پھر کبھی اس کو دل کا دورہ نہیں پڑا۔ پاک ہے اللہ کی ذات۔ یہ سب القائے الٰہی کے نظارے ہیں۔ اگر کسی نے حضرت صاحب سے مشورہ لیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس نے بلاشبہ سخت نقصان اور پریشانی اٹھائی۔ مثالیں مجھے یاد ہیں۔

یہاں ایک واقعہ ریکارڈ کرنے کے لائق ہے۔ شیخ بشیر احمد علی آف جھنگ چند نوجوانوں کو نصیحت کر رہے تھے میں سیونگ سنٹر ربوہ میں پاس بیٹھا سن رہا تھا۔

"دیکھو یا تو حضرت صاحب سے مشورہ نہ لو۔ اور اگر مشورہ لیا ہے تو اس پر شرح صدر سے عمل کرو۔ تو بہت برکت ملے گی۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔"

انہوں نے اپنا ایک واقعہ یوں سنایا:۔

"میرا بزنس منصوری (انڈیا) میں اچھا چلا تھا۔ پٹرول پمپ اور کاروں کے پارٹس وغیرہ اور ایک اپنی کار بھی تھی۔ جب 1947ء میں فسادات کا خدشہ بڑھا تو میں نے حضرت امام جماعت الثانی کو مخدوش حالات بتا کر عرض کیا کہ اگر اجازت دیں تو میں اپنا کاروبار چالیس ہزار روپیہ کے عوض فروخت کر کے پاکستان آ جاؤں۔ اس پر جواب آیا کچھ نہ فروخت کرو۔ اور وہیں ڈٹے رہو۔ دعائیں کرتے رہو۔ میں بھی دعا کروں گا۔"

اس ارشاد کے ملنے پر میرے ذہن کا سارا بوجھ دور ہو گیا۔ اور یہ کہ اب میرا سارا بوجھ اللہ اور اس کے امام نے اٹھا لیا ہے۔ اور میں اطمینان سے بیٹھا۔ پھر جب حالات بہت مخدوش ہو گئے اور تار' ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو میں اپنا سب کاروبار اور کار اپنے ایک ہندو دوست کے سپرد کر کے بمع اہل خانہ یہاں جھنگ آگیا۔ خدا کی قدرت کچھ عرصہ بعد مجھے اس ہندو دوست کا خط آیا کہ فلاں تاریخ مجھے واہگہ بارڈر پر ملو۔ میں اپنے بیٹے کو لے کر واہگہ پہنچا۔ اسی روز بارڈر کی انسپکشن کرنے کو انڈیا اور پاکستان کے کمانڈر ان چیف جنرل کری آیا اور جنرل گریسی وہاں موجود تھے۔ اور کوئی ٹریفک نہیں تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کار بڑے آرام سے آ رہی ہے۔ اور وہ میرے پاس آ کر رکی۔ ہندو دوست نے ڈرائیور کو باہر نکالا اور مجھے کار میں بٹھا کر کہا۔

"یہ لو جی اپنی امانت۔ کار کی سیٹ کے نیچے ستر ہزار روپیہ پڑا تھا۔ میں نے آپ کا کاروبار فروخت کرا دیا ہے۔ اور یہ لو اپنی کار کی چابی۔ اور مجھے آگیا دو۔ میں جاتا ہوں۔ نمستے۔"

اس کے بعد وہ ہندو اور ڈرائیور واپس چل پڑے اور میں کار اور پیسہ لے کر (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے) پڑھتا واپس آگیا۔ اب دیکھو لو کہ امام جماعت کے مشورے میں کتنی برکت ہے اور تحفظ۔ تحفظ ایمان۔ تحفظ جان تحفظ مال اور اطمینان۔ پس یاد رکھو۔ یہ لوگ اپنی طرف سے نہیں بولتے......... (یہ تھا جملہ معترضہ دربارہ مقام امامت)

اب میں قادیان میں ایک ماہ کی رخصت پر تھا۔ صحبت صالحین اور رفقائے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معیت سے مستفید ہوتا رہا۔

بقیہ صفحہ 5

دعوت دی ہوئی تھی۔ چائے کے موقع پر درد صاحب نے ایسا انتظام کیا کہ ہر میز پر ایک احمدی دوست بٹھا دیا تاکہ دوران گفتگو میں ان کو سلسلہ اور دین حق کے متعلق دعوت الی اللہ کریں۔ اور کیونکہ ان جرمن سٹوڈنٹس میں عورتیں بھی تھیں اس لئے دعوت الی اللہ کرنے والوں میں بعض ہماری نو احمدی خواتین بھی شامل تھیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دائرے میں دعوت الی اللہ کی جس کے نتیجہ میں بعض کو دین حق سے خاص دلچسپی بھی پیدا ہو گئی چنانچہ ان میں سے ایک صاحب نے ہمارے ایک دوست سے وعدہ کیا کہ میں کل پھر بیت الفضل میں آؤں گا۔ اور دین حق کے متعلق مزید معلومات حاصل کروں گا۔ چنانچہ دوسرے دن وہ خود بھی آیا اور اپنے ایک دوست کو بھی ساتھ لایا۔ اور ہمارے احمدی دوست نے اور درد صاحب نے بہت دیر تک ان سے گفتگو کی۔ اور وہ جاتے ہوئے کچھ لٹریچر بھی لے گئے۔ ان سٹوڈنٹس میں سے بھی ایک نے خط وکتابت کے لئے ان دوستوں کو اپنا پتہ بھی دیا اور ان کا پتہ خود لکھ لیا۔

دوسرا طریق درد صاحب نے ایک نیا تجویز کیا جو حاضرین کے لئے دلچسپی کا موجب بھی ہوا اور اس طرح دعوت الی اللہ بھی ہو گئی۔ آپ نے جرمن سٹوڈنٹس کو مخاطب ہو کر کہا کہ اس جگہ مختلف زبانیں جاننے والے دوست موجود ہیں۔ آپ لوگوں کے لئے انہیں اپنی اپنی بولی میں تقریر کرتے ہوئے سننا دلچسپی کا موجب ہو گا۔ پس ان دوستوں میں سے بعض اپنی اپنی زبان میں تقریر کریں۔ بعد میں وہ خود یا میں انگریزی زبان میں ان تقریروں کا ترجمہ کر دوں گا۔ سب نے اس تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ اپنے دوستوں میں سے سب سے زیادہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے پنجابی میں۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس نے عربی میں۔ میر عبدالسلام صاحب نے اردو میں اور ایک کینیا کے دوست نے افریقہ کی سواحیلی زبان میں تقریریں کیں۔ اور ان میں سے بعض نے خود اپنی تقریر کا مضمون انگریزی میں بیان کیا اور بعض کی تقریر کا جناب درد صاحب نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور خود بھی انگریزی میں تقریر کی۔ اور ان سب تقریروں میں دعوت الی اللہ کے مقصد کو مد نظر رکھا گیا۔ چنانچہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات کو واضح کیا کہ آج تمام قوموں میں صلح اور محبت صرف مذہب کے ذریعہ قائم ہو سکتی ہے۔ اور وہ مذہب جو ایسی محبت اور صلح قائم کر سکتا ہے دین حق ہے۔ ان سب تقریروں کا جواب ایک جرمن خاتون نے جرمن زبان میں دیا۔

اس کے بعد جناب درد صاحب نے ہر ایک کو احمدیہ البم کی ایک ایک کاپی بطور تحفہ دی۔ جو انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کی۔ یہ کتاب بھی ایک قسم کا آئینہ ہے۔ جس سے انسان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ترقی کا ایک حد تک اندازہ لگا سکتا ہے۔ یہ تحفہ بھی اور دعوت الی اللہ کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بیت الفضل کے اندر جا کر بیت کو دیکھا اور دین حق کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں۔ ایک نو احمدی خاتون سلیمہ نامی نے جو قادیان بھی گذشتہ سالانہ جلسے کے موقعہ پر پہنچ گئی تھی۔ اس وقت جرمن خواتین کو اچھی طرح دعوت الی اللہ کی اور سب وار دین ایک نیک اثر لے کر رخصت ہوئے۔

اس موقعہ پر جن احمدی احباب کو ان جرمن سٹوڈنٹس سے تعارف حاصل ہوا۔ اگر وہ خط وکتابت کے ذریعے اس تعارف سے فائدہ اٹھائیں تو بہتر نتائج پیدا ہونے کی توقع ہو سکتی ہے۔ سٹوڈنٹس کی تعداد 75 کے قریب تھی بیت الفضل لندن نہ صرف لوگوں کے لئے ایک زبردست کشش کا ذریعہ ہے بلکہ اس کا وجود خود داعی الی اللہ مجسم ہے۔ جس دین حق کی تعلیم کو ہم سارے مربی الفاظ کے ذریعے لوگوں کے آگے پیش کرتے ہیں۔ بیت الفضل تصویری زبان میں اس کا ایک نمونہ ہے۔ پس دعوت الی اللہ کے مقصد میں بیت الفضل لندن بڑی ممد و معاون ہے۔ وہ خود ایک مستقل داعی الی اللہ ہے اور اس کا وجود نہایت مبارک ہے۔

بیعت کی کیا غرض ہے

بیعت کرتے وقت فیصلہ کر لینا چاہئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بے فائدہ ہے۔ لیکن اگر دین کے لئے اور اللہ کی رضا کے لئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصلی غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے۔ جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری امید کی جاتی ہے جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری ربوہ

اطلاعات و اعلانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا

○ مکرم مبشر احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ کا پچھلے دنوں C.M.H راولپنڈی میں دل کا اپریشن ہوا تھا۔ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہو رہی۔ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب سے دعا کی خصوصی درخواست ہے۔

○ ماریہ رفیق بنت شریف احمد رفیق صاحب وڈبرڈ حال کراچی بیمار ہیں احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان

○ فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے CSS کے مقابلہ کے امتحان کی تفصیلی ڈیٹ شیٹ اور سینٹرز کی تفصیل جاری کر دی ہے اس کے بارے میں روزنامہ "News" مورخہ 95-11-5 ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

ہفتہ 11-نومبر 1995ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-30 تلاوت
4-45 درس الحدیث-(انگریزی)
5-00 بوسنین ڈیسک-بوسنین احباب سے مجلس سوال و جواب 95-9-18 کاٹن جن-جرمنی حصہ اول
6-30 خبریں
7-00 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب سے ملاقات
8-05 نظم
8-10 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی صنعتی نمائش-ربوہ پاکستان
8-40 لقاءمع العرب
9-40 قصیدہ
9-50 کل کے پروگرام

اتوار 12-نومبر 1995ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-30 تلاوت
4-45 درس الحدیث-(انگریزی)
5-00 یوروفائل-لندن سے ایک خط
5-30 بوسنیا ڈیسک-بوسنین سے مجلس سوال و جواب 1995-9-18 کاٹن جن-جرمنی دوسرا اور آخری حصہ
6-00 خبریں
6-30 چلڈرنز کارنر- آیئے (عبادت) سیکھیں نمبر11
7-00 حضرت صاحب سے ملاقات (انگلش)
8-00 نظم
8-05 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس
8-40 قصیدہ
8-50 لقاءمع العرب
9-50 نظم اور کل کے پروگرام

سوموار 13-نومبر 1995ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-30 تلاوت
4-45 درس ملفوظات
5-00 یوروفائل
5-30 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے۔ سبق نمبر39 حصہ دوم
6-00 خبریں
6-30 اراؤنڈ دی گلوب
7-00 نیچرل کیور-ہومیوپیتھی کلاس نمبر122
8-05 دلبر مرا یہی ہے۔ از مکرم چوہدری ہادی علی صاحب
8-30 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی تربیت اور دعوت الی اللہ کا ذریعہ
8-50 لقاءمع العرب
9-50 نظم و کل کے پروگرام

منگل 14-نومبر 1995ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-30 تلاوت
4-45 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
5-00 طبی معاملات
5-30 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے۔ سبق نمبر40 حصہ اول
6-00 خبریں
6-30 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل-کھانا پکانے کا سبق المائدہ
7-00 نیچرل کیور-ہومیوپیتھی کلاس نمبر123
8-05 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- سیرۃ رفقائے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ- حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب
8-40 قصیدہ
8-50 لقاءمع العرب
9-50 نظم اور کل کے پروگرام

بدھ 15-نومبر 1995ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-30 تلاوت
4-45 درس حدیث
5-00 یوروفائل
5-30 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے۔ سبق نمبر40 حصہ دوم
6-00 خبریں
6-30 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل- کپڑے سینے کی کلاس پیرھن
7-00 کلام الٰہی کلاس-ترجمہ کلام الٰہی نمبر94
8-00 نظم
8-05 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی دینی آداب-از امام عطاء المجیب صاحب راشد نمبر4
8-40 قصیدہ
8-50 لقاءمع العرب
9-50 کل کے پروگرام

پتہ درکار ہے

○ مکرمہ حمیدہ خاتون صاحبہ وصیت نمبر7065 اہلیہ مکرم ڈاکٹر محبوب الرحمٰن صاحب بنگالی 95-1-25 تک مکان نمبر5 پرانی انار کلی رسالہ بازار لاہور میں رہائش پذیر تھیں۔ اگر وہ خود پڑھیں یا کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو موجودہ ایڈریس سے دفتر وصیت کو مطلع فرماویں۔

○ تحریک جدید کا چندہ وعدوں کے مطابق سو فیصد وصول فرمائیں اور رقم کی ترسیل کا انتظام اولین موقع پر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

بقیہ صفحہ 2

آخری اور ضروری گزارش یہ ہے۔ کہ احباب جماعت کو دعا کی تحریک کریں کہ اللہ تعالیٰ وقف جدید کے جملہ مقاصد پورے فرمائے۔ اپنے فضل خاص سے مالی سال برکتوں سے اختتام پذیر فرمائے۔ اور اس کے مالی جہاد میں شامل ہونے والوں کی قربانیاں قبول فرماتے ہوئے اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

ضروری گزارش-احباب کو تحریک کریں کہ اپنے وعدہ سے کچھ نہ کچھ زائد ادائیگی فرمائیں۔

(ناظم مال وقف جدید)

بقیہ صفحہ 1

بار بار ضرورت پڑے گی۔ یہ نہ سمجھنا کہ ایک کروڑ دفعہ میں نے تم پر رحم کیا ایک دفعہ اور رحم نہیں کر سکتا یا ایک ارب دفعہ رحم کیا ہے تو اور دس ارب دفعہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بار بار رحم کرنے والا ہوں یہ میری صفات میں سے ہے۔

پس اپنے اس پیارے رب سے اپنا تعلق پیدا کرو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھاؤ اور اپنی دعاؤں میں تحریک جدید کے ان مخلصین کو بھی یاد رکھو جو اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیسے خرچ کرتے ہیں۔

(از خطبہ 19-نومبر 1971ء)

ہومیوپیتھک اور یونانی ادویات
نیز بالوں کو گرنے سے روکنے اور سیاہ رکھنے والا
تنویر ہیئر ٹانک دستیاب ہے
ہمدردانہ مشورہ • بہترین تشخیص • مناسب علاج
لقمان میڈیکوز المعروف ساجد دواخانہ
حکیم نصیر احمد تنویر ڈاک خانہ روڈ حافظ آباد
لقمان نصیر ناصر D.H.M.S
فون دکان 0438-520411
رہائش 0438-2195

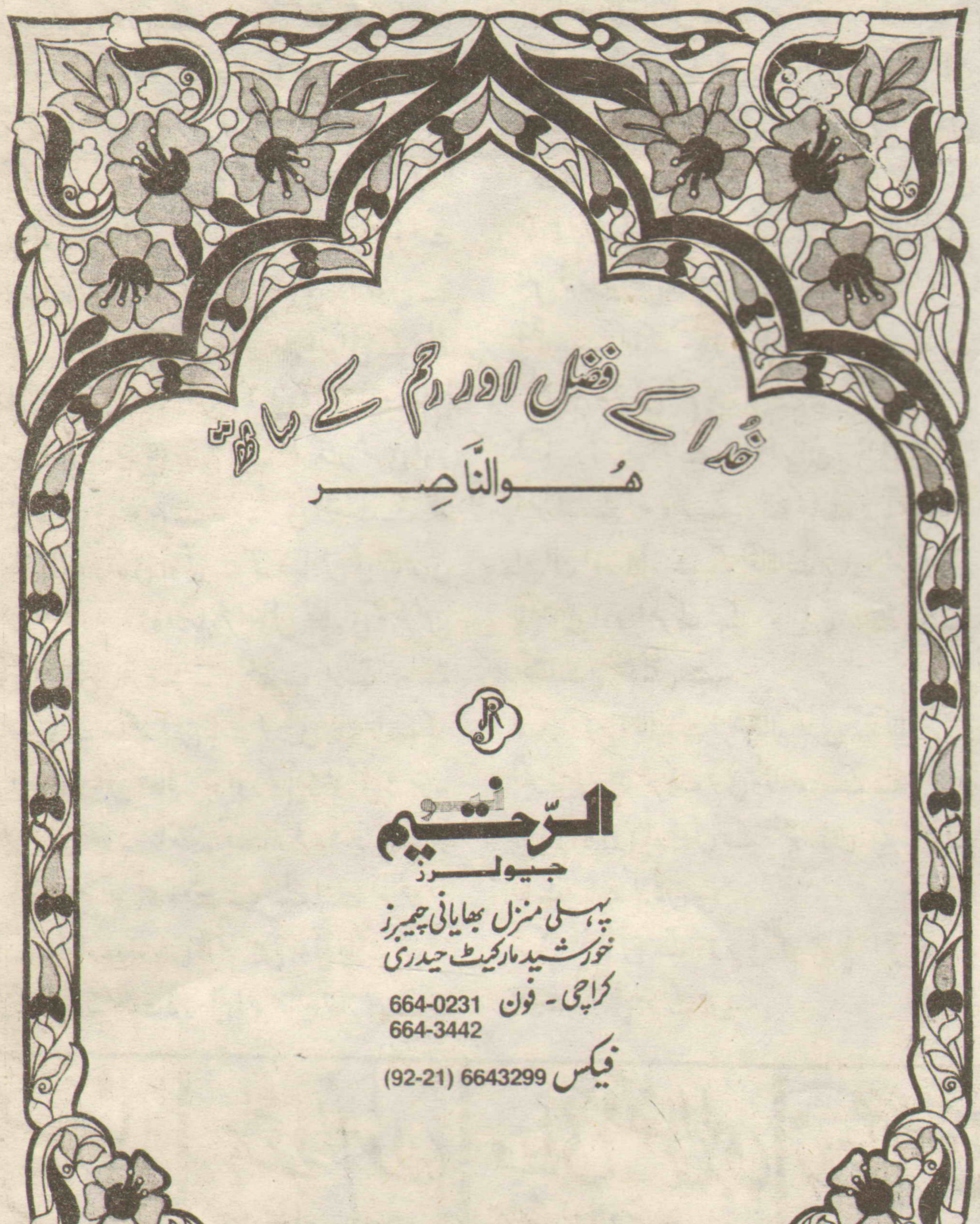

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 8- نومبر-1995ء
درجہ حرارت کم از کم 29 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 15 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم افغانستان کے بارے میں غیر جانبدار ہیں۔ طالبان کو ہم نے فوجی امداد نہیں دی۔ پاکستان ایران اور دوسرے پڑوسی ممالک کو افغانستان میں عدم استحکام پر تشویش ہے۔ علاقائی تنازعات فی الفور حل کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کی وجہ سے عالمی افق پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ حق خود ارادیت کے طالب کشمیری عوام نام نہاد انتخابات سے مطمئن نہیں ہوں گے علاقے کے اس بڑے تنازعے کا حل اقوام متحدہ کی زیر نگرانی رائے شماری سے ہی ممکن ہے۔ ایرانی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ ہم ایران سے اختلافات کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم موسم کے ساتھ دوست نہیں بدلتے۔ انہوں نے کشمیر کے مسئلے پر ایرانی حمایت کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت یمن سے ملاکا تک ایٹمی ہتھیار لے جانے والے میزائل بنا رہا ہے اس سے ایران' شام' عراق' کویت' سعودی عرب' اور دوسری طرف ملائشیا' سنگاپور' انڈونیشیا اور برونائی تک کو خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک غیر مسلم ملک پورے علاقے کے مسلمان ملکوں زیر نگیں لانا چاہتا ہے۔ اگر جارحیت ہوئی تو پاکستان اور ایران ایک ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات نہیں بھول سکتے کہ بابری مسجد شہید کرنے والوں نے درگاہ حضرت بل کا محاصرہ کیا۔ چرار شریف کی مسجد اور مزار کو نذر آتش کیا۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ قومی ادارے اونے پونے داموں فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نجکاری کی حوصلہ افزائی کے لئے سازگار ماحول اور امن و امان کی صورت حال بہتر بنائے۔ میری سوچ ایک فکر مند شہری اور سیاستدان کی سوچ ہے۔ صدر کی حیثیت سے مجھ پر بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ مسائل کی نشاندہی کروں۔ دو روزہ ایشیا بحرالکاہل نجکاری کانفرنس کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پرائیویٹائزیشن شفاف ہو اور کوئی پہلو مخفی نہ ہو۔ اگر کوئی منصوبہ مناسب قیمت پر فروخت نہیں ہو رہا تو حکومت کچھ وقت کے لئے اسے موخر کر دے۔ اجارہ داریاں قائم نہیں ہونی چاہئیں۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ قتل عام تشدد' اور گینگ ریپ کے ماحول میں بھارت مقبوضہ کشمیر میں کس قسم کے انتخابات کرانا چاہتا ہے۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں مظالم بند کرنے کی بجائے طاقت کے زور پر نام نہاد انتخابات کرانے کے چکر میں ہے۔

○ افغانستان کے صدر ربانی نے اقتدار سے مشروط دستبرداری اور کنفیڈریشن پر مبنی حکومت کی پیشکش کر دی ہے بشرطیکہ ایک سال میں انتخابات اور امن کی ضمانت دی جائے۔

○ کراچی میں وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کے نام دھمکی کے ساتھ بوری میں بند لاشیں برآمد ہوئیں۔ دھمکی میں کہا گیا ہے کہ "اب تمہاری باری ہے" دہشت گردوں نے پولیس لائنز سے کانسٹیبل سمیت اہلکاروں کے تین بیٹے اغوا کر لئے۔ ایم کیو ایم کے ایک دفتر پر چھاپہ مارا گیا۔ گل بہار میں موبائل پولیس پر حملہ کیا گیا۔ اندھا دھند فائرنگ سے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ سہراب گوٹھ میں کے ایم سی ورکشاپ پر آپریشن کے دوران افسر سمیت 15- افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف نکئی نے کہا ہے کہ تمام محکموں کے بدعنوان اور نااہل عملہ کے خلاف بڑا آپریشن کیا جائے گا۔

○ پنجاب کابینہ میں 13 نئے وزیر شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ اسرائیل میں انتہا پسند برسراقتدار آ گئے تو بھارت سے اس کے تعلقات متاثر ہوں گے۔

○ قرضوں کے نادہندگان کی فہرستیں شائع ہونے پر قومی اسمبلی میں حکومت اور اپوزیشن متحد ہو گئے اور گرما گرم تقریروں سے اس عمل کی مذمت کی۔ مسلم لیگ کے جنرل مجید ملک کا نام اس فہرست میں شائع ہونے پر وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن نے کہا کہ معزز ارکان کو بدنام کرنے کے لئے بیوروکریسی مہم چلا رہی ہے۔

○ وزیر اعظم کے دورہ ایران پر بی بی سی اور امریکہ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کو ایران اور بھارت کے تعلقات پر اور ایران کو پاکستان اور امریکہ کے درمیان بڑھتے ہوئے تعلقات پر تشویش ہے۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ اگر مسٹر نواز شریف قومی مفاہمت کے لئے مخلص ہیں تو دونوں پارٹیوں کے منشوروں کے مشترکہ نکات پر بات کر لیں۔

○ فرانس کے وزیر اعظم جیوپی اپنی کابینہ سمیت مستعفی ہو گئے ہیں۔

○ میاں شہباز شریف کی لاہور آمد کے موقع پر مسلم لیگی ارکان میاں محمد اظہر اور پرویز الٰہی سمیت 15- افراد کے خلاف پتھراؤ' وائرلیس' انٹینا کی چوری' ڈکیتی اور گاڑی جلانے کے الزامات کے تحت مقدمے درج کر دیئے گئے ہیں۔

○ عالمی بینک نے چشمہ نیوکلیئر پاور پراجیکٹ اور پیپلز پروگرام سمیت 7 منصوبے ناقابل عمل قرار دے کر انہیں بند کرنے یا پھر مختص فنڈز میں کٹوتی کر کے ساڑھے آٹھ ارب روپے کی بچت کرنے کو کہا ہے۔ چشمہ پراجیکٹ پر اب تک 31- ارب روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

احمد ڈینٹل کلینک
دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ رانا بشیر احمد
2½ تا 7½ بجے شام
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب
فون: 643

اکسیر اٹھراء: مرض اٹھراء کی شکار بے اولاد دکھی عورتوں کا تسلی بخش علاج
گھر کا چراغ: اولادِ نرینہ کیلئے ایک نہایت مجرب دوا
تریاقِ معدہ: گیس، بدہضمی و دیگر امراض معدہ کی ایک موثر دوا۔
علاوہ ازیں ہر قسم کی زنانہ، مردانہ و بچگانہ امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے
شفاخانہ رفیق حیات (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون 777 - 04524

امریکہ - انگلینڈ اور کینیڈا کے طویل تجربہ کار فزیشن اور ماہر امراض جلد
ڈاکٹر اقبال احمد اپنا کلینک کھول چکے ہیں
پتہ
3 - امین پلازہ مال روڈ
بالمقابل ملٹری ہسپتال راولپنڈی
فون: 514673

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت 9000 ڈش 8 فٹ بمعہ مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
21 - ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 - 7125089
7235175 - 7355422

اٹھرا کی کامیاب علاجگاہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
کا مشہور دواخانہ
فون 0431-254634
فیکس 0431-219065

بہترین میٹریل اور شاندار رزلٹ کیلئے
اعتماد کا نام
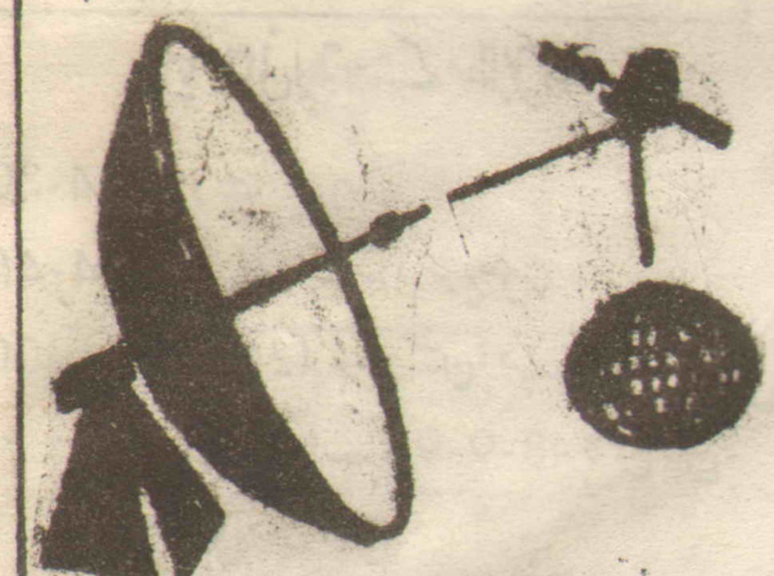
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
اقصیٰ روڈ لوہا مارکیٹ ربوہ
فون: EX: 211806

فرائض کی ادائیگی
خواہ دینی ہو یا دنیاوی دل کو سکون بخشتی ہے
فرائض کی ادائیگی کیلئے صحت بہت اہم ہے۔
حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی کریں
صبح سویرے اٹھیں، ڈیڑھ دو میل کی سیر کریں
کھلی ہوا میں لمبے لمبے سانس لیں۔ تیل کی تمام جسم پر مالش کریں اور تازہ پانی سے نہائیں۔
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں • کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات۔
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز: میاں نسیم احمد طاہر
میاں وسیم احمد
فون: دوکان: 837: گھر: 212175

اکسیر موٹاپا 30/-
ہمدرد نسواں حبوب اٹھرا 20/-
دوائی فضل الٰہی برائے اولاد نرینہ 150/-
زد جام عشق 600/-
اکسیر لیکوریا کیپسول 30/-
کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 20/-
سفوف اکسیر شوگر 30/-
جدید دواخانہ خدمت خلق
گولبازار ربوہ فون: 659